

## رسائل وسائل

### مسجد میں خواتین کی شرکت

سوال: ہمارے علاقے میں ایک پرانی چھوٹی مسجد تھی۔ اب الحمد للہ اس کی دوبارہ تعمیر کی گئی اور اس کو وسعت دی گئی ہے۔ اب نمازیوں کے لیے یہاں کافی گنجائش ہے۔ پہلے جب چھوٹی مسجد تھی اس وقت بھی یہاں پر ہر سال ماہ رمضان کی تراویح میں عورتیں شریک ہوتی تھیں۔ ان کے لیے ایک الگ کمرہ مخصوص تھا۔ وہ الگ راستے سے یہاں شیم روشنی میں آتی تھیں۔ باپر دہ تراویح پڑھتیں اور پھر الگ راستے سے زات کے اندر ہیرے میں رخصت ہو جاتی تھیں۔ اس میں کسی فتنے کی گنجائش ہی نہیں ہوتی۔ اب مسجد عالی شان اور کافی گنجائش والی بن گئی ہے تو مسجد انتظامیہ کے صدر نے ایک فوٹی کی بنیاد پر کہ مفتی صاحبان عورتوں کو مسجد میں تراویح پڑھنے کی ممانعت کرتے ہیں؟ اس سے فتوؤں کا اندر یہ ہے، چنانچہ خواتین کو مسجد میں آنے سے روک دیا ہے۔

ہماری خواتین (جو بڑی عمر کی ہیں اور دین کی بنیادی تعلیمات سے ناواقف ہیں) اب مدرسہ نہیں جا سکتیں۔ وہ اپنے علم کی حد تک نماز اور تلاوت وغیرہ گھروں میں ادا کرتی ہیں (اور بلاشبہ ان عبادات میں بھی بے شمار غلطیاں کرتی ہیں)۔ صرف رمضان کا ایک مہینہ ان کو ملتا ہے کہ وہ تراویح میں باجماعت شریک ہو سکیں (پہلے یہ اسی مسجد میں تراویح میں شریک ہوتی تھیں اور تحریری پرچے بھیج کر اپنے مسائل امام صاحب سے پوچھتی تھیں اور جواب حاصل کرتی تھیں)۔ اس کے علاوہ بعد ازاں تراویح قرآن کریم کا ترجمہ، تلفیخ وغیرہ کا بیان ان کے دینی علم میں اضافے کا اہم ذریعہ تھا۔ اب بحکم صدر

اس 'ذریعہ' ہی کو ختم کر دیا گیا۔ اس حوالے سے قرآن و مت کی روشنی میں رہنمائی فرمائیے۔

جواب: گذشتہ ۱۵ اسال سے ہمارے معاشرے میں ایک صحت مند تبدیلی یہ آئی ہے کہ نہ صرف مساجد میں بلکہ رمضان کے دوران کشادہ گروں میں مردوں اور عورتوں کے لیے الگ الگ صلوٰۃ تراویح کے ساتھ مضافاتی قرآن کا خلاصہ بھی بیان کیا جاتا ہے۔ اسلام آباد جیسے جدیدیت کے شکار شہر میں بھی شاید ہی کوئی سکریٹریا یا ہو جہاں اس طرح کا اہتمام نہ کیا جا رہا ہو۔ لیکن اکثر مساجد میں ابھی تک خواتین کے لیے الگ جگہ کا بندوبست نہیں ہے۔ استثنائی طور پر فیصل مسجد اور مسجد المومنین میں خواتین کے لیے الگ منزل اور علیحدہ راستے کا بندوبست ہے تاکہ بغیر کسی اختلاط کے وہ نمازِ جمعہ اور صلوٰۃ تراویح میں شرکت کر سکیں۔

سوال کا تعلق تین بنیادی امور سے ہے۔ اولاً: کیا نماز کے لیے عمومی طور پر خواتین کا مساجد میں آنامنوع ہے؟ ثانیاً: کیا صلوٰۃ التراویح یا عیدین یا جمعہ کی حیثیت عام فرض نمازوں کی ہے یا ان کا بنیادی مقصد اجتماعی تعلیم و تربیت ہے؟ ثالثاً: کیا مساجد میں خواتین کے آنے سے فتنے کا امکان بڑھ جاتا ہے؟

فرض عبادات میں نماز، زکوٰۃ، صوم اور حج میں ایک ترجیحی تعلق پایا جاتا ہے اور اسی بنا پر یوم الحساب میں بھی صلوٰۃ کی جواب دی کو اولیت دی گئی ہے۔ یہ مردوں اور عورتوں پر بلا کسی تفریق کے فرض ہے۔ مردوں کے لیے جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کو زیادہ اجر کا مستحق قرار دے کر شارع عظیم نے یہ وضاحت بھی فرمادی کہ بوجہ خواتین اگر مسجد نہ جائیں تو ان کے اجر میں کی واقع نہیں ہوگی۔ چنانچہ احادیث صحیحہ میں یہ بات کبھی گئی ہے کہ ان کی گھر میں ادا کردہ نماز کا اجر مسجد میں ادا کی گئی جماعت کے اجر کے مساوی ہے۔

اس کے باوجود حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ حضرت عمرؓ الہیہ محترمہ یہ جانے کے باوجود کہ حضرت عمرؓ ان کے مسجد جانے کو پسند نہیں کرتے، مسلسل مسجد جاتی رہیں اور اس انتظار میں رہیں کہ اگر حضرت عمرؓ پسند نہیں کرتے تو اس کا اظہار اپنی زبان سے کریں۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث صحیح کی بنا پر کہ جب تم میں سے کسی کی عورت اس

سے اجازت مانگے تو پھر اسے مسجد جانے سے نہ روکے (صحیح بخاری) کی بنا پر اپنی فاروقیت کے باوجود اپنی الہیت کو مسجد جانے سے نہ روک سکے۔ وجہ ظاہر ہے کہ جس معاملے میں شارع عظیم نے، جن کی سنت قرآن کریم کی طرح ہر دور کے لیے حرفاً آخر ہے، ایک فیصلہ فرمادیا ہوا سے اُم المؤمنین سیدہ عائشہؓ کی یہ تمثیل بھی کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حیات ہوتے اور مدینہ میں جس طرح خواتین مسجد جاتی تھیں خود ملاحظہ فرماتے تو شاید خواتین کا داخلہ مسجد میں منع فرمادیجے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی اجازت کو تبدیل نہ کر سکی۔ گویا حلت و حرمت کا انحصار نصوص پر ہے مخصوص بلوہ اور مصلحت عامہ کی بنا پر کسی چیز کو حرام یا حلال قرار نہیں دیا جاسکتا۔

شارع عظیم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود دفعہ شرکے لیے یہ بات تعلیم فرمادی کہ نماز کے بعد چند لمحات کے لیے مرد انتظار کریں تاکہ پہلے خواتین وقار کے ساتھ چلی جائیں۔ اس کے بعد مرد دروازوں کا رخ کریں۔ جن مساجد میں خواتین کے لیے ایک حصہ مخصوص کر دیا گیا ہو وہاں آنے جانے کا راستہ بھی الگ ہو وہاں فتنے کا امکان صرفی صدرہ جاتا ہے۔ ہاں اگر کسی مقام پر مسجد کا وہ حصہ جو خواتین کے لیے مخصوص کیا گیا ہے کسی برائی کا مرکز بن جائے تو اصل فکر برائی کے خاتمے کی کرنی ہو گئی نہ کہ مسجد میں خواتین کے داخلے پر ممانعت کی۔ یہ ایسا ہی ہے کہ ایک ایسی مسجد میں جہاں صرف مرد ہی نماز کے لیے آتے ہوں، مسجد کے کسی گوشے میں کوئی نمازی کسی برائی کا ارتکاب کر بیٹھے اور اس بنا پر مسجد میں مردوں کے داخلے پر پابندی لگادی جائے۔ دین کے معاملات کا فیصلہ مخصوص پر نہیں، حقائق اور تواتر پر کیا جاتا ہے۔ ایک نادرالوقوع قیاسی مشکل پر نہیں کیا جاسکتا۔

دوسرے اہم پہلو کا تعلق اسلامی عبادات کے تعلیمی و تربیتی پہلو سے ہے۔ نماز اور خصوصی طور پر صلوة الجمعہ یا عیدین کی نمازیں تعلیم اور رشد و تہذیت کے حوالے سے ایک ادارے کی حیثیت رکھتی ہیں۔ حدیث صحیح ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے موقع پر خواتین کی نماز میں شرکت کی اہمیت اس حد تک بیان فرمائی کہ اگر کوئی خاتون نماز ادا کرنے کی حالت میں نہ بھی ہو جب بھی اجتماع عید میں آئے اور آپ نے خود مردوں کو خطبہ دینے کے بعد خواتین کی طرف جا کر انھیں دعوت و تلقین فرمائی۔ گویا خطبہ عید کے تعلیمی طرز اور ترتیب کے پہلو کے پیش نظر خواتین کے عیدگاہ میں آنے کی تاکید فرمائی۔ خطبہ جمعہ جو ہمارے ہاں روایات کی نذر ہو گیا ہے اور اکثر طولانی بیانات

کی بنا پر اثر انگلیزی کھو بیٹھا ہے، حتیٰ کہ عربی خطبے میں جسے بہت کم افراد ہی سمجھتے ہیں، ہم آج تک 'سلطان، کو ظلی اللہ'، قرار دے کر اس کی امانت کو اللہ تعالیٰ کی امانت قرار دیتے رہے ہیں جب کہ جابر سلطان کے خلاف کلمہ حق بلند کرنا اسلام کی روح ہے۔ اس خطبے کا اصل مقصد کسی بھی معاملے میں امت کی رہنمائی اور تزکیہ تھا۔ کبھی اس کا موضوع خالصتاً عقیدے کے مسائل ہوتے اور کبھی معاشرتی مسائل، جیسے فاطمہ بنت قیس کے حوالے سے خطبے۔ گویا خطبے ایک منفرد تعلیم اور یادداہی کا ذریعہ تھا اور اسی بنا پر اسے عبادات میں شامل کیا گیا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ان اہم اور حساس موضوعات پر صرف مردوں کی تعلیم کافی ہے یا ایسے اہم موقع پر خواتین کو بھی تعلیم و تزکیہ کی ضرورت ہے۔ دین کا مدعایہ نظر آتا ہے کہ اگر خواتین کے لیے مناسب طور پر مسجد میں ایک حصہ متعین ہے جہاں کسی اختلاط کا امکان نہ پایا جاتا ہو تو ان کے مسجد آنے اور اپنے علم میں اضافہ کرنے اور حقوق و فرائض کے حوالے سے تعلیم و تربیت حاصل کرنے میں کسی شرعی اصول اور معتقد سے مکارا و نہیں ہو گا بلکہ ایسا کرنا مقاصد شریعہ کی تکمیل کا ذریعہ ہو گا۔ یہ بات نہ کسی جدیدیت کے خطب کی بنا پر کہا جا رہی ہے اور نہ کسی بنیاد پرستی کے الزام کے خوف سے۔ دین جیسا ہے اسے بغیر کسی کمی بیشی کے پیش کرنا ہی اعتدال کی راہ ہے۔

آج مسجد کے تدریسی، تربیتی اور دعویٰ کردار کو نمایاں کرنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ کیا وجہ ہے کہ ایک مسجد میں ایک فلور یا ایک حصہ، خواتین کے لیے مخصوص نہ ہو اور وہاں پر وہ اپنے لیے باقاعدہ درس قرآن، لغت قرآن کی تعلیم، ملکی اور عالمی مسائل پر اور خواتین کے مسائل کے حوالے سے یہی نازور کشاپ اور خطابات کا بندوبست نہ کریں۔

خواتین کی اعلیٰ دینی تربیت اور بالخصوص قرآن کریم سے وابستگی کے بغیر امت مسلمہ کا احیا ایک سہانا خواب ہے۔ تراویح کے دوران محدود تو ۱۵۰۰ اسال سے قرآن کریم کو بغیر کسی انتظام کے تو اتر کے ساتھ نہیں اور قرآن کے حفظ و حفاظت کے عمل میں شامل ہوں لیکن خواتین کو اس عمل نیک سے الگ کر دیا ایک صریح زیدتی ہے۔ کیا ان کا قرآن کریم کی مکمل تلاوت کا سنسننا اور اس پر غور کرنا اور مضامین قرآن کے خلاصوں کو سن کر اپنے معاملات کی اصلاح کرنا دین کا مقصد نہیں ہے۔ گویا تراویح ہو یا جمع کے اجتماع دونوں میں، اختلاط کے امکان کو ختم کرنے کے بعد خواتین کا شرکت کرنا

قرآن و سنت کے منشاء و مدعای سے پوری مطابقت رکھتا ہے۔

جہاں تک تیرے پہلو کا تعلق ہے اللہ کے گھر میں جو بھی آتا ہے۔ عقل یہ بتاتی ہے کہ اس کا رخ اللہ کی بندگی اور اطاعت کی طرف ہوتا ہے۔ اب ہر مسجد کے ذمہ دار ان کا فرض ہے کہ وہ کس حد تک اس قبی کیفیت کو مناسب نصیحت، ماحول اور سہولیات کے ذریعے دین میں مسیح اور تقویٰ میں کمال کی طرف لے جاتے ہیں یا مسجد میں کسی تفریح گاہ کا ساماحول پیدا کر کے اچھے خاصے بھلے انسانوں کو خطوط الشیطان کی طرف دھکیل دیتے ہیں۔ تحریکات اسلامی کا منیج یہ رہا ہے کہ وہ انسانی زندگی کی گاڑی کے دونوں پہلوں کو یکساں طور پر اللہ کی رضا کے حصول اور تقویٰ کے اعلیٰ مقامات تک لے جانے کے لیے ایسا ماحول فراہم کرتی ہیں جس میں تزکیۃ نفس، حب الہی، اطاعت رسول اور طہارت و حیا کا پورا خیال رکھا جائے اور مسجد میں قیام و رکوع و سجود کے ذریعے یہ ہر نمازی کو رزم گاہ حیات میں طاغوت، کفر و ظلم کے خلاف صاف آ را ہونے اور حق و صداقت کے لیے سینہ پر ہونے کے قابل بناسکے۔

اگر مسلکی تضبات سے بلند ہو کر غور کیا جائے تو مسجد نبویؐ کے نظام کو ہر مسجد میں راجح کرنے کی ضرورت ہے تاکہ بغیر کسی فتنے کے امکان کے خواتین کے لیے ایک حصے کو مخصوص کر دیا جائے۔ مساجد کی تعمیر کے وقت اگر اس پہلو پر توجہ دے دی جائے تو ہم امت مسلمہ کے تزکیۃ نفس اور تربیتِ اولاد کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے خواتین اور مردوں کے تعلق میں نمایاں اضافہ کر سکتے ہیں۔ دینی حلقوں کا فرض ہے کہ وہ روایت پرستی سے نکل کر ان معاملات پر غور کریں۔ اگر خواتین جباب اور شرم و حیا کے ساتھ زندگی کے بے شمار کام کر سکتی ہیں تو کس دلیل کی بنا پر وہ مسجد میں اپنے رب کے نام کو بلند نہ کریں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (ڈاکٹر انیس احمد)

**اہم گزارش:** اس رسالے میں اشتہار دینے والے اداروں یا افراد سے معاملات کی کوئی ذمہ داری مانہنا ترجمان القرآن کی انتظامیہ کی نہیں ہے۔ قارئین اپنی ذمہ داری پر معاملات کریں۔ (ادارہ)